

فَاسْأَلُوا

أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

كتاب

فتح المجيد بأحكام التقليد

مكتبة

المطبعة المصنوعة على ابن أبي بكر بن الجمال

في المطبعة المصنوعة على الشافعي المكي

١٠٧٧ - ١٠٧٨ هـ



المطبعة المصنوعة على ابن أبي بكر بن الجمال

في المطبعة المصنوعة على الشافعي المكي

١٠٧٧ - ١٠٧٨ هـ

في المطبعة المصنوعة على الشافعي المكي

في المطبعة المصنوعة على الشافعي المكي

في المطبعة المصنوعة على الشافعي المكي

١٠٧٧ - ١٠٧٨ هـ

١١

١١

١١

كتاب فتح المجيد بأحكام التقليد

تأليف

العلامة الشيخ علي بن أبي بكر بن الجمال

الأصاري الخزرجي الشافعي المكي

١٠٧٢-١٠٠٢

نسخه

العلامة الشيخ سالم بن صالح باحطاب

شيخ المعقولات الأسبق بالجامعة النظامية (حيدرآباد . الهند)

المتوفى سنة ١٣٥٠ هجري

عني بالطبع و النشر و التوزيع

مركز توعية الفقه الإسلامي

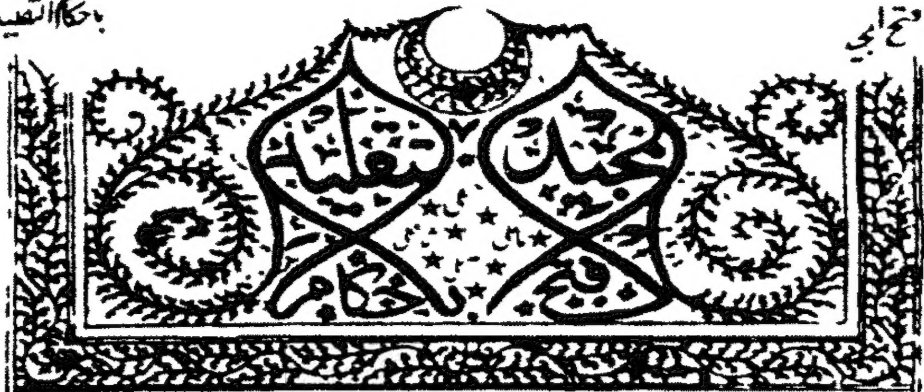
(حيدرآباد . آندهرابريديش الهند)

الطبعة الأولى تورع محاماً

درجہ ۱۴۲۳ھ ۲۰۲۲ء

بحکم التقدیر

فتح ابی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنْ لَمْ يَلِدْ يَمُتْ يَمُتْ مِنْ آيَاتِهِ الْكَرِيمَةِ فَسَمُّوا أَهْلَ الدُّنْيَا كُنُوزًا لَا تَعْلَمُونَ
وَأَمْرًا بِطَاعَتِهِ وَإِطَاعَةِ الرَّسُولِ وَأُولَى الْأَمْرِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
وَالْقَصَّةُ عَلَى سُنْدٍ وَرَسُولٍ مُحَمَّدٍ الَّذِي حَتَّى بِالَّذِينَ يُعْلَمُونَ لَمْ يَكُنْ كَاتِبُهُمْ
لَوْ أَدْرَى أَنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى أَعْمَالِهِمْ وَعَلَيْكُمْ بِعَامَّةٍ وَأَتَعْمَلُوا الشُّوَادِ الْأَعْمَلُ وَالْأَمْرُ
عَلَى أَلَدٍ أَحْصَاءِ الْمُتَّقِينَ وَالْأَمَّةِ الْمُجْتَهِدِينَ وَمُتَّبِعِينَ أَيْمَانِهِمْ بِحَسَنِ رِي كَوْمَاةٍ

تعاریف اور بملہ خوبیاں اس خدا کے لئے الٰہی قوت
و قدرت ہیئت نامہ و مشروط اور نہ کا باب حد و است اور سیات اور کتابہ و باب
اور نہ ہی و طابہ و منی ہے وہ ایسا باجہ و ت خدا کے نامی نہ ذات قدم و یانے ہے۔ غم
نے والے کے عقل و مالی اپنی تابانی ہو چوسی اور بارمان چنی ہے۔ اسکی ذات برزیدہ
سنت کی قیادت و دریافت کرنے کے ہر نور و فکر کرنے والے کے دیدہ چشم ریر و سیت قباب
و آمدہ و میر اس ہو چوسی اسکی ذات ہی اسکی ہے ہوتا و ب نظیہ ہے۔ ارکانہ تو مولیٰ شریک ہے ورنہ وہی
ساکھی۔ اور نہ اس میدان میں کسی کی مشابہت کے گھوڑے وڑائے جاسکتے ہیں چاہے۔
برک درختان سبز در نظر ہو شیار ہر ورقے دفتر یست معرفت کردار
ہزاروں در و در حمت ہو اس سرچشمہ حیات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر و نیز
آنجناب ﷺ کے آل اطہار و اسحاب ابرار پر جو اعلائے کلمۃ اللہ اور دین کے پرچم کو سر بند کرنے

کے لئے اپنی عزیز جانوں کو بچھاؤ کر کے سبق آموز شجاعت و بہادری کے نمایاں کارنامہ مصحفیہ رح جیر
ثبت کر چکے خدا کی ایسی بے پایاں رحمت ان پر نر زیدہ ہستیوں پر ہو جن کے فیوض و برہات کا یہ تو خدا
کر کے اہل سنت و جماعت پر بھی پڑے۔

امام بعد اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی زندگی کے تمام مسائل
حل موجود ہے۔ لیکن آج کے دن جوت نے مسائل پیش آتے رہتے ہیں ان کا اسلامی حل قرآن
و حدیث سے معلوم کرنا بہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لئے ماہرین قانون تبحر اہل علم
حضرات ہی سے رجوع کیا جاتا ہے۔ اور وہ حضرات قرآن و حدیث سے ان مسائل کا حل پیش
کرتے ہیں ایک عام آدمی ان سے بتاے ہوئے اس حکم پر عمل کرتا ہے اور یہ عمل تنہید بہاتا ہے در
اصل یہ قرآن و حدیث ہی پر عمل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے ﴿فاسئلوا اهل الذکر ان
کتبہم لا تعلمون﴾ اگر نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔

تنہید سے موضوع پر یہ ایک نہایت ہی جامع و شامل رسالہ ہے جو پورا عالم شیعہ
کھایا گیا ہے موافق الشیخ علی بن ابی بکر بن ابی حمزہ الرازی الشافعی امی ہیں آپ تافعی
المدھب متدین عالم اور یہ دھمیں صدی کے نابغہ روزگار تفسیر ہیں۔ آپ کی ۱۱۱۱ ت ۱۱۱۱
نے اہل روافد سے ۱۱۱۱ مقام مدد دہنی آپ صاحب تصنیف ہیں۔ امی تفسیر کتاب
مقدمہ میں مدد حفظہ مائیں۔ آپ کی اس قدر تصانیف کے ذمہ یہ رسالہ تنہید سے تعلق نہایت
ہی جامع اور اپنے موضوع سے جمہ پڑھوں پر معاون و محیط ہے۔

یہ رسالہ دراصل منظوم طبعی تھل میں حضرت علامہ شیخ عالم با خطاب عالیہ ائمہ سے تب
خانہ میں محفوظ تھا (۱) اس رسالہ کو شافعی بننے حضرت علامہ شیخ محمد بن عبد اللہ بابا ۱۱۱۱ مدنی نے
اللہ عالیہ (۲) نے اپنے استاد محترم امام محمد صالح بن ابراہیم الزبیری الشافعی امی الشافعی رحمۃ
اللہ علیہ کے حکم سے نقل فرمایا تھا (۳) چھ اس نسخہ علامہ شیخ عالم با خطاب عالیہ ائمہ نے نقل
فرمایا تھا جس کو اب شامی یا جابر باب ہے۔

(۱) شیخ عالم با خطاب

ایک جلیل فقیہ نہیں شیخ عالم با خطاب علوم آریہ و علوم عالیہ میں یہ طوں تھے تھے آئی جاے ۱۱۱۱ ت ۱۱۱۱
۱۱۱۱ ت ۱۱۱۱ ایسے عظیم علمی یونہی کے فخرت حاصل ہے دیہ ۱۱۱۱ ت ۱۱۱۱ ایسے جامع علم میں
تدریس پر قادر ہوئے ترقی کے درجے سے ۱۱۱۱ ت ۱۱۱۱ ایسے عظیم علمی یونہی کے فخرت حاصل ہے دیہ ۱۱۱۱ ت ۱۱۱۱

الحمد للہ۔ بڑی مسرت و سعادت کی بات ہیلے حضرت علامہ شیخ سالم باطاب علیہ الرحمہ کے قلم مبارک سے نقل کروں اس مخطوطہ کو حضرت ہی کے علمی گہرائی کے ایک فرد جناب شیخ سالم بن عبد اللہ باطاب حفظہ اللہ جو علامہ مرحوم کے نبیہ بھی ہیں مرکز کے زیر اہتمام شائع کر رہے ہیں امید کہ موصوف حضرت والا کے باقی ماندہ علمی اثاثہ کو شائع کرنے اور بازار علم و عرفان میں پیش کرنے کی سعی بلیغ کو جاری رکھیں گے۔ فحراہ اللہ حیر الحراء

اہل علم سے گزارش چار سو سالہ قدیم ترین یہ رسالہ چونکہ عربی زبان میں ہے اس سے استفادہ عربی دان اور اہل علم حضرات ہی کر سکتے ہیں اس لئے اہل علم حضرات سے خواہش ہیلے وہ اس رسالہ سے استفادہ فرمانے کے بعد اسکی افادیت کو عام کرنے کی غرض سے مختلف ملاقاتی زبانوں میں ترجمہ فرمائیں۔ کیونکہ موجودہ حالات میں عامۃ المسلمین کے دلوں میں تعقید سے متعلق شکوک و شبہات پیدا کے جا رہے ہیں عدم واقفیت کی بناء زیادہ لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ اس تناظر میں اہل علم پر اس کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے اسلاف کے اس ورثہ کو نسل جدید کے سینوں میں منتقل کرنا عصر حاضر میں شدت اختیار کر گیا ہے جسے کسی بھی صورت میں صرف نظر نہیں کیا جانا چاہئے۔

اعتذار کسی بھی ادارہ یا مرکز کے قیام اور اسکے کام کو فروغ دینے کے لئے جن و شوار ترین مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ کا اندازہ وہی ذمہ دار اصحاب کر سکتے ہیں جو شعبہ نشر و اشاعت سے وابستہ رہے ہوں

(سلسلہ حوالہ) مزید برآں فقہ شافعی کے مفتی کی حیثیت سے دارالافتاء میں خدمت انجام دی ۱۳۵۰ھ میں رفیق اعلیٰ جات دسرت نے علمی تحقیقی نوکتابیں تالیف فرمائی حضرت نے فرزند جلیل علامہ شیخ صالح باطاب علیہ الرحمہ جو کہ والد بر رگوار علوم و تصنیع و ارث و جانشین ہوئے موصوف جامعہ نظامیہ ہی میں علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کرے مدرسہ اور شیخ المعقولات جامعہ نظامیہ کے عظیم منصب پر فائز ہوئے ۱۳۷۳ھ میں وصال فرمایا، رحمہما اللہ تعالیٰ۔

(۲) شیخ محمد بن عبد اللہ باسودان

آپ شافعی مسلک کے عظیم فقیہ حضرموت کے باشندہ ہیں سلسلہ نسب حضرت مقداد بن اسود الکندی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے علامہ کی ولادت ۱۲۰۶ھ ہے اور وفات ۱۲۸۱ھ بمقام وادی خریہ شہر حضرموت میں ہوئی آپ کے تصانیف میں دو کتب مخطوطے کی شکل میں موجود ہیں ۱۔ تقریر المباحث فی ارث الوارث ۲۔ المقصود بطلب جعفر یف المعقود۔

(۳) الزبیری

امام محمد صالح بن ابراہیم الزبیری سنہ ولادت ۱۱۸۸ھ ہے وفات ۱۲۳۰ھ مکہ مکرمہ میں ہوئی موصوف کی علمی یادگار میں دو گرانقدر کتابیں ہیں ۱۔ فیض الملک العلام ۲۔ الفتاویٰ

اسی طرح مرکز توعیۃ الفقہ کے لئے بھی کئی امور کلیدی حیثیت کے حامل ہیں بطور خاص ۱۔ فقہائے متقدمین شافعیہ کی تالیفات فراہم کرنا ۲۔ علمائے کرام سے رابطہ اور ان سے تعاون حاصل کرنا ۳۔ فراہمی سرمایہ ۴۔ خط و کتابت کے لئے جامعات کے صحیح پتے ۵۔ کتابت و طباعت کے مراحل ۶۔ ذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ جامعات و مدارس تک ان کتب کو مفت ارسال کرنا۔ الحمد للہ قلیل عرصہ میں ایک درجن سے زیادہ کتابیں مرکز سے شائع ہو کر جامعات کو روانہ کی جا چکی ہیں۔ اب چونکہ احقر اپنی پیرائہ سالی کے باعث مزید جدوجہد اور دوڑ دھوپ کے قابل نہیں ہے اگر کوئی مستعد۔ متحرک اور مخلص افراد اس جانب متوجہ ہوں تو یہ احقر ان کی رہبری کے لئے تیار ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ اس میدان میں اہل علم، اصحاب صلاحیت آئے انہیں تاکہ تحقیق و طباعت اور نشر و اشاعت کا یہ کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔

اللہ رب العزت سے قوی امید ہیلہ یہ مرکز بطفیل جمیع ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اپنے مقصد کی تکمیل کرتے ہوئے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ایسے تخلصین کو پیدا کرے جو آئندہ مرکز کے مقصد کو برقرار رکھ سکیں۔ ﴿وَمَا ذَلِك عَلَى اللَّهِ بَعْزِيرٌ﴾

تشکر میں ان تمام علمائے کرام کا دل سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اپنی کوتاہیوں سے وفیات سے باوجود اس قدیم تر مخطوطہ کی تصحیح فرمائی۔ جناب مولانا حافظ محمد سمیع اللہ خان صاحب مصنف، دائرۃ المعارف۔ مولانا حافظ محمد الحاشی صاحب مصنف، دائرۃ المعارف۔ مولانا حافظ سید الدین صاحب نائب مصنف، دائرۃ المعارف۔ مولانا حافظ صفی اللہ خان صاحب نائب مصنف، دائرۃ المعارف۔ اور حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین صاحب مفتی بامعہ نظامیہ و سابق صدر اسماعیلیہ دائرۃ المعارف نے بھی نظر ثانی فرمائی۔ فجزہم اللہ احسن الجزاء۔ اس رسالہ کی حتی الوسع وقت نظر کی تصحیح کی گئی اس نے باوجود کہیں تصحیح یا طباعت میں سہو ہو گیا ہو تو اہل علم سے التماس ہے کہ بوقت مطالعہ اسلی تصحیح فرمائیں اور مرکز کو مطلع فرمائیں۔ اخیر میں بضمیمہ قلب دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سب معانین کو اپنے فضل و کرم سے دنیا و آخرت میں ایک بہترین بدلہ عطا فرمائے اور مزید اپنی رضا و خوشنودی سے کاموں کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور ہم سب کا ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

بسم الله الرحمن الرحيم

ترجمة المؤلف

اس الحمال المكي على بن ابي بكر على نور الدين اس ابي بكر بن
عمر بن احمد بن عبد الرحمن بن محمد المعروف باسم حمال المصري
البحر حتى بن ابي بكر بن علي بن حميد الانصاري المكي الشافعي ولد سنة
١٠٠٢هـ وتوفي بمكة سنة ١٠٧٢هـ من تصانيفه القيمة ١ الانتصار الفيس
لحاب محمد بن ادريس الشافعي ٢ تحرير المقال في قول اس المحدث في
الشرك اشكال ٣ تحفة الحجازية في الاعمال الحسابية ٤ تحفة القرى في
فصل القاطنين بام القرى ٥ الدرر المفيد في مآخذ القراءات من القصيد ٦ رسالة
في احكام النون الساكنة ٧ رسالة في التقليد ٨ شرح اسات السيوطي ٩
شرح ارجوزة الياسمين ١٠ فتح الهياض بقلم القراض ١١ فتح الوهاب
شرح برهة الاحباب ١٢ قره عيس الرانص في فني الحساب والفرانص
١٣ كافي المحتاج لفرانص المهاج الووي ١٤ مجموع الوصاح على
ماسك الايصاح ١٥ المدلل في الفرانص ١٦ المواهب السية في علم
الحر والمقابلة ١٧ الصفحة المكية بشرح تحفة القدسية لاس الهام
١٨ القول الواضحة الصريحة في عدم كون العمرة قبل الفري صححه ١٩
وصلة المنتدى بشرح نظم الدرر المهتدى في الفرانص على مذهب الحنفية
وغير ذلك (كشف الطون ح ٥ ص ٧٥٩)

(٢) الزبيرى

١١٨٨هـ - ١٢٤٠هـ

حمال الدين ابو عبد الله محمد صالح بن ابراهيم بن محمد الرئيس
المرمى الزبيرى الشافعي، ولد سنة ١١٨٨هـ سافر الى مكة المكرمة وتوفي بها
في ٧/ جمادى الاخرى سنة ١٢٤٠هـ من تصانيفه فيص الملك العلام،
الفتاوى، (هدية العارفين معجم المؤلفين)

(٣) محمد باسودان

١٢٠٦هـ . ١٢٨١هـ .

محمد بن عبدالله بن احمد باسودان فقيه شافعي . من اهل حضرموت
يرفع نسبه الى المقداد بن الاسود الكندي . ولد ومات بالخرية من بلاد
حضرموت من كتبه النفيسة . تقرير المباحث في ارث الوارث المقصود
يطلب بتعريف العقود . (الاعلام جلد سادس)

(٤) سالم باحطاب حضرمي

١٢٥٦هـ . ١٣٥٠هـ

الفقيه النبيل الاديب الشيخ سالم باحطاب شخصية فذة من نواحي العلوم
الاسلامية ولد الشيخ في حضرموت وتخرج من جامعة بمدينة تربيه ومن ثم نوحه
الى حيدرآباد (الهند) وانخرط في الهيكل التدريسي اتر وصوله اليها في الجامعة
النظامية الغراء (واشغل مناصب متنوعة) وتولى على الافتاء للفقهاء الشافعي ومن
ثم تحول الى منصب شيخ الفلسفة والمطق فيها وله تسعة مؤلفات في شتى
الموضوعات ومنها كتاب الوصية . وكتاب بعية الطلاب في علم الحساب . ومن
أشهرها الدر الثمين

كان شاعرا مجيدا وله ابيات عديدة في المديح النبوي على صاحبه افضل الصلاة
والتسليم وجاهد في الله واستار من فيضه قلوب المومنين حتى توفي الى رحمة
الله جل وعلا في عام ١٣٥٠هـ وكان عمره ٩٤ عاما خلف الشيخ سالم باحطاب
نجله الشيخ المفتي صالح بن سالم باحطاب رحمه الله الذي حرم وروى العلم
بعرق جبينه وسجل اسمه في كشف نواحي حيدرآباد وكان شيخ المطق والفلسفة
بالجامعة النظامية وله عدة مؤلفات وتراجم وبحاب نشاطاته العلمية اقام محلسا
رفاهيا باسم مجلس سبيل الخير وكان شاعرا نابغا وقدرثي على وفاة الشيخ سالم
باحطاب كثير من العلماء كمارثي عليه نجله شيخ صالح باحطاب وحصلنا على
كثير من المراثي مطبوعة وغير مطبوعة رحمه الله تعالى وعمره وجعل الحة منواد
امين .

بسم الله الرحمن الرحيم

و به ستعين

الحمد لله رب العالمين و العاقبة للمتقين و الصلاة و السلام على سيدنا و مولانا محمد حاتم

الأسياء و المرسلين و على آله و صحبه أجمعين

هذا ما دعت إليه حاجة أمثالي من القاصرين من جمع ما للائمة الأعلام من متفرق

الكلام في أحكام التقليد على وجه لهم إن شاء الله تعالى معد و بالله الاستعانة و التوفيق و الهداية إلى أقوم طريق.

مقدمة

اعلم أن حقيقة التقليد هو اعتقاد قول الغير من غير معرفة دليله التفصيلي و العمل به و أنه يجب التقليد أي الترام مذهب معين على كل من لم يبلغ رتبة الاجتهاد المطلق و على هذا حمل في التحفة^(١) في النكاح استوجابها قول من قال إن العامي له مذهب معين وهو الأصح عند الفقهاء و حمل المقول عن عامة الأصحاب الذي مال إليه الإمام النووي رحمه الله تعالى أنه لا مذهب له على أنه لا يلزمه الترام مذهب معين انتهى قال والأصح أنه يلزمه ذلك و عدم لرومه تقيدا لمذهب معين معتبر إما كان قل تدون المذاهب و استقرارها - كما في السحفة ألبصاً في باب الركاة و قد اتفقوا على أنه لا يجوز للعامي تعاطي فعل إلا أن قلد القائل بحله أما المجتهد المذكور فإن كان اجتهد في الحكم و طه حرم عليه التقليد اتفاقاً وإن لم يجتهد حرم عليه على الراجح لتمككه من الاجتهاد الذي هو أصل التقليد قال شيخنا العلامة إبراهيم اللقاني^(٢) رحمه الله تعالى و قول القرافي في الأحكام^(٣) المشهور من مذهب مالك امتناع التقليد لا معول عليه - انتهى - و بهي الشافعي عن تقليده و تقليد غيره إما هو لمن بلغ رتبة الاجتهاد

مسألة لا يقلد إلا من علمت اهليته و لو بالاستعانة و هي دون التواتر و فوق حر الواحد و لا يكتفى بحره إلا إذا كان عنده معرفة يميز بها بين الملبس و غيره و عدالته

ولو الطاهرة بأن لم يعلم فسقه .

مسألة : إذا تعدد ما يصح للتقليد فهل يجب تقليد الأفضل أو يتحير ولو بمجرد التشهي و مع اعتقاد من قلده مفصلاً ؟ الأصح عند الجمهور كما في أصل الروضة^(٤) وغيرها : واعتمده وأفتى به العراس عند السلام الثاني و علله في روائد الروضة والمجموع بأنه ليس من أهل الاجتهاد و فرضه أن يقلد عالماً و قد فعل بأحده بقول من شاء منهما - انتهى - وهو قياس ما في القلة - كما في شرح المهدب في الاستقبال و ما في مقدمته و في الروضة من أنه يجب عليه تقليد الأعم ' و انفرق بينه و بين التقليد فيما نحن فيه بأن امارته حفية ' فادراك صوابها أقرب ' فيظهر التفاوت بين المجتهدين فيها و الفتاوى ' امارتها معوية ' فلا يظهر كثير تفاوت للمجتهدين - انتهى ' فهو من حيث المدرك لا من حيث الفعل ' كما أشار إليه العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى في بعض فتاواه .

مسألة . يحوز تقليد الميت على الصحيح الذي اتفق عليه الشيخان و غيرهما و علله في شرح المهدب بأن المذاهب لا تمت بموت أصحابها فلذا بعد بها في الخلاف والإجماع ' و بأن موت الشاهد قلل الحكم لا يجمع الحكم بشهادته بخلاف فسقه ' ، اذ في الروضة : و لأن الناس كالمجمعين على أنه لا يحتج اليوم .

مسألة : يحوز ساء على حمار تقليد الميت الإفتاء للمقلد سواء القادر على الصريح والترجيح وغيره ' لأنه ناقل لما يعتقده عن إمامه و إن لم يصح على نقله عنه ' قال مه لانا السيد نور الدين السمهودي^(٥) نقلاً عن شيوخه الحلال المحلى ، حبه الله تعالى و هذا هو الواقع في الأعصار المتأخرة - انتهى ' أي إفتاؤه بذلك رواية فقط وليس من الإفتاء في شيء - كما قاله الأذرعى .

مسألة . إذا كان في المسألة قولان قديم . وهو ما قاله إمامنا الشافعي حبه الله تعالى قل دحول مصر و منه كتاب الحجة^(٦) ' و جديد . وهو ما قاله بعد دحولها و منه المختصر^(٧) و البويطي^(٨) و الأم و الاملا^(٩) ' فالعمل على الثاني لرجوعه عن الأول إلا في عشرين مسألة لصحة الحديث بها عملاً بوصيته ' وحوز العز ابن عبد السلام حبه الله

كما سيأتى النقل عنه إن شاء الله تعالى 'الأحد بالقول المرحوع' (١٠) عنه 'ووجهه مولانا السيد نور الدين السمهودى رحمه الله تعالى بأن المرحوع عنه إمامه لأرحية الثاين فيكون الأول مرجه حلا لا يسمع من حوار تقليده عنده' والرجوع لا يرفع الخلاف السابق - كما في أه ائل الحادى (١١) . وبان القاصى له حكم باحتجاده ثم تعير فإنه لا يقص الأول ' وبحكاية أهل الأصهل في إجماع أهل العصر بعد اختلافهم قولين في ارتفاع الخلاف فيما لم يقع فيه إجماع أه لى انتهى والمعتمد الأول ' وإذا كانت في المسألة طريقان أو فة لال أو وجهان على الحديد ولم يصحح منهما أحد من العلماء حار لعير المحتهد إذا لم يحد من فة أهلية الرحيح العمل بأحدهما للضرورة - كما أفتى به العلامة الشهاب الرملى رحمه الله تعالى فإن حد من فيه أهلية الرحيح رفع إليه الأمر ' حمل في الحققة وسعه في الشهادة قل القرافي الإجماع على تحيير المقلد من فة لى إمامه أى على جهة الدل لا اجمع إذا لم يظهر رحيح أحدهما على إجماع أئمة مذهبه ' لأن مقصى مذهبا مع ذلك في القضاء والإفتاء دون العمل للمفس ' وإذا رحيح الشافعى رحمه الله تعالى شئنا من القولين أو الأقوال فهو الراجح ' و يعلم ذلك بأمور التأخير ' فانص على الرحيان ' فالتفريع عليه وحده ' فائقول عن مقابله أنه مدحول أو يدرمه فساد فافراده في محل فعه افقه مذهب مجتهد لتفويه به كذا بالمعنى في الحققة أحدا من الروضة في بعضه ' لكن مقتضاه كما قال العلامة ابن قاسم رحمه الله تعالى إن الراجح المتأخر وإن نص على رحيان الأول وليس كذلك قطعاً و مقتضاه أيضاً ما فرح عليه وحده ' وإن قال يدرمه فساد قال: ولا يسعى ان يكمر مرادا - انتهى . ولا يحور تقليد غيره اعنى غير الذى رحيحه الشافعى أى الأعلى فة العر العار الشامل لما ذكر و عبارته . ومن لامامه قولان له تقليده في أيهما أحب - انتهت ' ونقل مولانا السيد نور الدين السمهودى رحمه الله تعالى عن ابن القاسم الرراى عن فتوى شحه ابن عرفة انه روى بسند صحيح عن الشيخ الصالح الفقيه الأصوبى المدرس الحمى أحد قضاه تفس أنى محمد عبد الحميد بن أنى الدنيا أنه قال . سألت الفقيه الإمام العالم عر الدين ابن عبد السلام : هل يحور الأحد بالقول الذى رجع عنه الامام المقلد أم لا ؟ فقال لى ذلك جائز - انتهى . و أفاد العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى في بعض فتاواه أن جمعا

من أصحابنا فائده بمقامه بعد هذه فاسيده . ذنبه ربح اشافعي سيد من اهلوس . لا فـ ن
 . اختلف ربح لأصحاب فائدي عنه محقق بعد آخر من ن المعصية اراحيق من حق عنه
 الشجار ما به بجمع معصيه (١) كلامهم "نه سبه" في في اسحقه . ابي نه فار حلف
 والنووي فار . حد به فعي ربح ربه نه فبه . نه ر اختلف ربح الإمام اسه في نه
 فالاحج عابا ما به مشع فيه كالتحقيق فامحجم ر فاسيح نه ما به محضر كاه . صه
 فاصهاج . اما ربه فاه . فسه ر مسلمه فصحيح اسه . بكنه ما به من "نه ن سبه فبه
 مع ر عما ذر . في في اسحقه بعد ذر ربه دنك . هـ هـ ربت . إلا فاه احب في اسحقه
 عند نعا ص هذه الكتب ر احقه كلام معصدي اما حرس . ساج ما حقه منها . نهى

إد علمت ذنب فلا ربه اعضاء . الإلقاء . لا ناه حج . أما العمل بحسنه فبه في
 احسانه امدته . عني ذب اهلوس . لا فـ ر فبه . فبند به حج انا ر حقه عقد اهل
 اله حج ساء الراعي . عده . كما فار ما لا اسيد نور الدين انه اظاهر . افضاءه عده .
 كلامه لا ناه سديا . شجنا الإمام علامه سنا عمر حبه . عا . نه ناه أنه سائل اعلامه
 المجتهد الإمام السبكي حبه به عن مع اعائب افي ناقصه ساء على اهل . الضعيف ففان
 مع اسجل في انكاه . حا حها بعد نه صحيح . فـ نه نه حج عا في مع عاب
 . قد صحيحه أكثر العلماء . أناهم . مثل هذا لفقه لا بأس به لأنه فـ الاشد . لأن اما بل
 بعضه . لاحتاج عاب اناس إنه في أكثر الأموا اني حجاج ابي سهاها من اماه .
 . امله من . الأمر في دنك حيف إن ساء الله تعالى . الأمر . إذا صاف اسع . لا تخلف
 عده الناس بما تكلف به اعفه احاديق الحرير . انهى . فإن فلب ما دده في افائه افاء
 ناه ر الضعيف . انهى . أنه مع ر كما قدمه بخلاف العمل به خاصة انفس . إن كان
 مقصدي عابا ابره صه ن العمل كالإلقاء لا حبه . إلا ناله احج . فلب الحمد ر اماه إطلاق
 الإلقاء نه بحث نه هم المسبقي أنه معمد امدته أما الإلقاء نه عني . حبه اسع ر حابه . أنه
 ربه انعامي العمل به في خاصة انفس فحاز فإن احبا الفائس ما لذت إلقاء ما ناعمي
 امدكه نه على دنك ما لا ناه شجنا اسيد عمر حبه به عا . انهى . لأن احفي لذت

أو وبإقل فلا وجه لضعفه بشرط التعريف العار و بما ذكر يعلم أن قول الروضة ليس للمعتى
والعامل على مذهب الشافعي في المسألة ذات الوجهين أو القولين أن يعتى أو يعمل بما شاء
من غير نظر . هذا لا خلاف فيه بل يبحث عن أرححهما نحوه بأحره أن يعتى محله في المريد
العمل بالراحح في المذهب قال العلامة ابن حجر : أما من يسئل عن قول الشافعي في مسألة
كذا التعريف أن له . حه دأ فعمل به عند من حور العمل بالقول الضعيف و كذا الوجه الضعيف
فللمسئل أن ينته بأن للشافعي في مسألة كذا قولاً وأن جمعاً منهم العر ابن عبد السلام حور
العمل بالضعيف وإن ثبت رحه ح فائله عنه بناء على الرجوح لا يرفع الخلاف اساق - انتهى .
طاهره عدم اشتراط أن يرحح القول الضعيف بعض أهل الترحيح فقتضى حه ار تقلده و مثله
أن حه الضعيف مطلقاً فما قدمته من أن شرط تقلد الضعيف أن يرححه بعض أهل الترحيح
محله فمعنى يريد العمل بالراحح . محل قوله أيضاً بالنسبة للعامل إن كان من أهل النظر و علم
الراحح من غيره كما تفيد عبارتها اد النظر و البحث عن الأرحح إنما يتصور من المتأهل لا من
غيره فهو حه . له العمل بالقول الضعيف مطلقاً إذا لم يجد من يحره بالراحح وأراد العمل به
أحداً مما يقدم

مسألة : إذا كان في المسألة وجهان أو أوجه فإن كانا لقائليين حار تقلد كل منهما
لعمل نفس خاصة حتى للمتأهل بالنظر و البحث على الراحح لتضمن ذلك ترحيح كل منهما
من فائله الأهل كما اقتضاه قول الروضة . اختلاف المتأخرين كاختلاف المجتهدين في
الفتوى أي و الراحح التحيير فيهما في العمل فليحمل ما فيها من إطلاق مع العمل إلا بالراحح
على ما إذا كانا لواحد أي وقد رجح أحدهما و لم يرحح مقابله جميع من أتى من بعده كما
فنده بذلك مولانا العارف بالله تعالى السيد عمر رحمه الله تعالى و إلا فكما إذا كانا لقائليين أي
وهذا في المتأهل أما غيره فقد علم حكمه مما مر وهو الحوار مطلقاً بشرطه على ما مر فلو
ثبت في كونه الوجهين لقائليين أو لقائل و رجح أحدهما فهل يجوز تقيد المرحوح لاحتمال
أيهما لقائليين أو يمنع لاحتمال أيهما لواحد و قد رجح مقابله ؟ لم أر في ذلك شيئاً لكن
مقتضى قاعدة متعارض المانع و المقتضى المانع ثم رأيت في فتاوى العلامة ابن حجر رحمه الله

بغالى التصريح به لكن محله كما علمت فيمن يريد العمل بالراجح كما تقدم ' فعلم من جمع ما قدمته أن الضعيف الذى رجحه بعض أهل الترجيح من المسألة ذات القولين أو الوجهين مثلاً يحور تقليده للعارف وغيره والضعيف غير الراجح عن بعض أهل الترجيح يمتنع تقليده إذا لم يجد من يحره بالراجح على العارف بالطرفى الأدلة و البحث عن الأرجح وغيره يحور له تقليده إذا لم يجد من يحره بالراجح وإلا تعين العمل به ما لم يرد العمل بغير الراجح كما تقدم ' هذا محصل ما فى ذلك ' وعلم أيضاً مما تقدم أن المعنى والقاصى ليس لهما الإفتاء والقضاء إلا بالراجح ' و تقدم أن محله فى المعنى إذا أطلق نسبة الإفتاء بحيث يوهم المستفتى أنه معتمد المذهب و محله فى الحاكم أيضاً إن كان ممن ليس من أهل الترجيح كما قال السككى بخلاف من كان من أهل الترجيح فإنه متى رجح قولاً مقولاً بدليل جيد جار و بعد حكمه ' وإن كان مرجوحاً عند أكثر الأصحاب ما لم يكن بعيداً أو شاداً أو يجرح عن مذهبه و إلا جار إن ظهر رجحانه و كان من أهله ولم يشترط عليه الترام مذهب بلطف ولنتك على مذهب فلان - انتهى

مسألة إذا تعارض ترجيح فى مسألة من المتأخرين عن الشحيين فهل يحور لغير المجتهد أن يقلد من شاء من المرجحين و يفتى به عند الله تعالى ؟ أفنى مولانا وسيدنا وشيخنا العلامة السيد عمر رضى الله تعالى عنه بأنه يحور العمل بترجيح كل لغير الأهل ' وكذا يحور للمعنى إذا كان من ذكر أن معنى بترجيح من أراد لانه راو لا غير فيتخير فى رواية أيهما شاء ' ثم قال . نعم ! يظهر حيث كان المستفتى يحتاج لمثل هذا التسيه أن الأولى بالمعنى التأمل فى طبقات العامة فإن كان السائلون من الأقوياء الأحدين بالعرائم وما فيه الاحتياط احتصمهم براوية ما يشتمل على التشديد و إن كانوا من الضعفاء الذين هم تحت أسر الغم من بحيث لو اقتصر فى شأنهم على رواية التشديد أهملوه و واقعوا فى وهمة المخالفة لحكم الشرع روى لهم ما فيه التحفيف شفقة عليهم من الوقوع فى ورطة الهلاكة لا تساهلاً فى دين الله تعالى أو الباعث فاسد كطمع أو رعة أو رهبة ' ثم قال . وهذا الذى تقرر هو الذى يعتقده ويندب الله تعالى به - انتهى . وهل يقال بمثل ذلك فى القاصى إذا كان ممن ذكر فيحور له

القضاء ترحيح من أراد ما لم يشترط عليه موانيه للقضاء ترحيح معين مهما عند تعارض الترحيح ويسمى أن مثل تعارض الترحيحين مثلاً في المقول تعارضهما في اسحوث فيجوز العمل والإفتاء ترحيح كل و قد يشمل الإفتاء المذكور ويؤيد الإفتاء المذكور ما في فتاوى العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى من حوار الإفتاء بمذهب الغير اذا عرفه ونسبه الى الامام القائل به و تعليقه بأن الإفتاء العصري في المتأخرة إنما سبيله النقل و الرواية لا نقطاع الاجتهاد بسائر مراتبه من مدارمة كما صرح به غير واحد و حيثد فلا فرق بين ان يقل الحكم عن إمامه أو غيره قال . فإن قلت لم لم نقل بتفصيل السككي في ذلك الذي أشار إليه بقوله المعنى على مذهب إمام إذا أفتى يكون الشيء واحداً أو مباحاً أو حراماً على مذهبه حيث يجوز للمقصد الإفتاء بحسب أن يقال له أن يقلد غيره ويعتق بحلافه لأنه حيثد محض شبه الله إلا أن يقصد مصلحة دينية فيعود إلى ما قدمناه و نقول بحارده . قلت كلامه . حمة الله تعالى في غير ما قررناه لأنه في منتقل إلى مذهب غير مذهبه ليعتقده ويعتق به بدليل فرضية الكلام فيمن أفتى بحل شيء مثلاً تقليد الإمام ثم أراد أن يقصد من قال بسمعه و يعتق به فليس له ذلك بمجرد انتشهي . و أما ما قررناه فإنه ليس في ذلك بل في ملتزم بالنسبة لعمل مذهبا معيماً ثم أفتى غيره بحكمه في مذهب إمام آخر فله ذلك مطلقاً إذا تشهي بوجه عني أن ما قاله السككي إنما يتأني على الضعيف أنه يحب تقليد من اعتقده أفضل و لا يجوز الانتقال منه إلا مصلحة دينية أما على الصحيح و هو التحجير مطلقاً و حوار الانتقال إلى أي مذهب من المذاهب المعتررة و لو بمجرد الشهي ما لم يتبع الرخص بل ان تتبعها على ما مر أي على كلام العرفه . وإن أفتى بحكمه أن ينتقل إلى حلافه و تقليد القائل به و يعتق به ما لم يترتب على ذلك تعليق التقليد المستمر لطلال تلك الصورة باحتماع المذهبين بل و إن نزم عليه ذلك على ما احتاره محقق الحمة الكمال اس انهمام و أطال في الاستدلال له . انتهى .

و به يعلم ان لمن أفتى بأحد المرححين مثلاً أن ينتقل إلى حلافه و يقصد القائل به ويعتق به بشرطية المذكورين و ظاهر الإفتاء المذكور صريح فيه .

مسألة : يشترط لصحة التقليد شروط :

الأول أن لا يكون ديث المقلد فيه مما يقص فيه قصاء القاصي وهو أربعة ما حالف النص أو الإجماع أو اقواء أو القياس الحلي

الثاني أن لا يتبع الرخص بأحد من كل مذهب ما يعد الأهور عليه لا ما ينطبق عليه صابط الرخص عند الأصميين ولا أنه ' بل في الروضة عن حكاية الحافظ وعمره عن أبي إسحاق أنه يقول ' عن أبي هريرة أنه لا فسق و استشكل بعضهم القول بالتفسيق بناء على ' كل مجتهد مصيب أي وهو حد الله بين لائمة الأربعة ' و روجه من أصحابنا القاصي أبو بكر وابن شريح والدارمي وأكثر العراقيين ' ومن المتأخرين الحافظ السيوطي في حرس المذهب . سيدى عبد الوهاب الشعراني فيما احتسب ' ومن الحنفية أبو يوسف ومحمد بن الحسن وأبو ريد الدينوسي . ونقله عن علمائهم جميعاً . على القول بأن المقصود ، أحد أي وهو المرحح عندنا ' فقه نصر من حيث أن احساه بحمل الانحلال . بحمل خلافه ' والتفسيق مع اشك في مقتضيه ممسح ' و أحاب البر كشي بأن احسان خلاف الانحلال بعد ' لأن استيعاب مقصده ' و ديث مناف للعداء . اعترضه ما لا يابا السيد نور الدين السمهودي حبه منه تعالى بأن كره ' اسع يقتضيه ' فمن ساع من غير تقليد ده - المقصود به ، انه حبه في الحق في شرح الحصة الأول . وهو الله - بالنفسو دا كان استيعاب بحث بحل ربه الخلف عن عهده ' قال قيل ومحلله إذا تتبعها من المذاهب امدته به . الا فسق قطعاً ' . قال في المقصود فيها ، قال ابن عبد السلام للعلماء أن يعمل برخص المذاهب . إباحة جهل لا ينافي حرمة السع وليس يعمل برخص المذاهب مقصداً له يصدق الأحاد بها مع الأحاد بأعرائهم أيضاً ' . ليس الكلام في هذا ' لأن من عمل بأعرائهم و الرخص لا يقال فيه انه متبع للرخص لا سيما مع النظر لفسطهم لمتتبع بما مروا ووجه المحكي بجهل ' يردده نقل ابن حزم الإجماع على منع تتبع الرخص وكذا يرد به قول محقق الحنفية الكماي بن الهمام لا أدري ما يمنع من العقل والقل مع انه اساح قول مجتهد متنوع وكان ^{سنة} يحب أن يحفف على أمه والناس في عصر الصحابة صلى الله تعالى عنهم ومن بعدهم يسألون من شأوا من غير تقييد بذلك - انتهى . وما نقله ابن حجر من الإجماع على منع تتبع الرخص نقل عن ابن عبد البر أيضاً مثله ' قال العلامة ابن امير حاج في

شرحه على التحدير لشحه المحقق ابن الهمام : لا سلم صحة دعوى الإجماع إذ في تفسيق المسع للرحص عن أحمد روايتان وحمل القاضي أنه يعلى الرواية المفسقة على غير متأول . لا مقلد . ذكر بعض الحائلة . إن قهوى دليل أو كان عامياً لا يفسق ثم ذكر عن الروضة أنه جنس السامعين . وقال العلامة مه لانا السيد نور الدين السمهودي . حمه الله تعالى . وحكاية ابن حم الإجماع على أن من تنع الـ حص فاسق مردودة بما أفتى به العز ابن عبد السلام أنه لا ينس على العامي إذا قلد إماماً في مسألة أن يقلده في سائر المسائل لأن الناس من لدن الضحاه إلى أن ظهرت المذاهب يسألون فما سمح لهم العنماء المختلفين من غير كبير سواء سمع الرحص في ذلك أو العرائث لأن من جعل المصيب واحداً به يعينه . من جعل كل مجتهد مصيب فلا إنكار على من قلد في الصلة اب - انتهى

وقال في مه صبح الحر وأما ما حكاه بعضهم عن ابن حرم من حكاية الإجماع على منع تنع الرحص فلعله محمول على من تنعها من غير تقليد لمن قال بها أو على الرحص المركبة في الفعل الواحد وفي الحادم قال بعض المحتاطين : من بلى بسواس أو شك أو فوط أو ناس فالأولى أحده بالأحف و الرحص لئلا يرداد به فخرج عن الشرع ومن كان قليل الدين أكثر التساهل فيأخذ بالثقل والعريضة لئلا يرداد ما به إلى الإباحة - انتهى .

و الحاصل أن في تفسيق من تنع الرحص بحيث تحل رقة التكليف من عنقه خلافاً استوحه في التحفة القول به وحرى عليه شيخنا العلامة إبراهيم اللقاني المالكي في شرح عقيدته " جوهر التوحيد " فقال : والحق فسق فاعله وفاقاً لأبي إسحاق المروري وخلافاً لابن أبي هريرة - انتهى . مع أنه لا يحل من إشكال تقدمت الإشارة إليه ثم رأيت ابن قاسم والجمال الرملي استوحها عدم فسقه .

الثالث أن لا يلفق قولين تتولد منهما حقيقة لا يقول بها صاحب كل من القوانين كمن توصاً ومن لا شهوة تقليداً لمالك ولم بذلك تقليداً للشافعي ثم صنى فصلاته باطلة باتفاقهما لاتفاقهما على بطلان ضهارته المترتبة هي عنهما ومن فروع ذلك كما قاله الأسوي إذا سح بلا ونى تقليداً لأبي حنيفة أو بلا شهود تقليداً لمالك و وظن لا يحد ونوبكح

بلا ولي ولا شهود ايضاً حُذ كما قاله الرافعي ' لأن الاماميين قد اتفقا على السطالان - انتهى
وحالف في ذلك صاحب العباب فجرى على عدم وحوث الحد في هذه الصورة - والله أعلم
ثم هذا التلقيق هل هو باطل بالإجماع قطعاً أو الإجماع المستدل به على بطلانه ؟
فيه خلاف عبارة التحفة في القصاء صريحة في الأول فإنه بعد نقل كلام المحقق
ابن الهمام السابق قال : وطاهره حوار التلقيق ' وهو خلاف الإجماع ' فتعطل له ولا تعتر بمن
أحد بظاهر كلامه هذا المحالف للإجماع كما تقرر ' وعبارة بعض فتاواه - أعني صاحب
التحفة - على ما نقل عنها ولم أره بعد أن حكى الإجماع على مع التلقيق ' ورغم الكمال ابن
الهمام حوار نحو ذلك ضعيف وإن برهن عليه - انتهى - وعبارة مستدل التحرير للمحقق المشار
إليه بعد أن نقل حوار التقليد وقيده متأخر قال شارحاً كلامه العلامة ابن امير الحاج ومولانا
العلامة السيد بادشاه رحمه الله تعالى هو العلامة القرافي بان لا يترتب عليه ما يمتعانه ' فمن قلد
الشافعي في عدم الدلك ومالكاً في عدم نقص اللمس بلا شهوة وصلى إن كانت صلاته بذلك
صحت وإلا بطلت عندهما محتملة لأن يكون ذلك التقليد مرضياً له بدليل عدم تعقه له بشئ
فلا يكون قائلاً بالتلقيق ومحتملة لأن يكون قاله على سبيل القل عن غيره وليس مرضياً له
بدليل ' أنه لما نقل أثر ذلك عن الإمام إجماع المحققين على مع العوام من تقليد أعيان
الصحابة ومع تقليد غير الأربعة إلى آخر ما قاله ' قال لما بهاه وهم صحيح ' فيكون قائلاً به '
وهذا هو الذي فهمه غير واحد من عباراته كالعلامة زين الدين ابن نجيم فإنه قال بعد أن أفتى
بحوار التلقيق : وما وقع في آخر التحرير من مع التلقيق فإنه عراه لبعض المتأخرين وليس هذا
المذهب ' والعلامة ابن حجر فقال بعد ما تقدم نقله من الرد على قول التحرير ويتخرج منه
حوار الرخص - الح . وطاهره حوار التلقيق إلى آخره ' وعبارة بعض راويه على ما نقل عنها
ولم أره بعد أن حكى الإجماع على مع التلقيق ' ورغم الكمال ابن الهمام حوار نحو ذلك
ضعيف وإن برهن عليه - انتهى . وقد تقدم لك عن فتاواه رحمه الله تعالى أنه قال بعد أن ذكر
الجواب عن تفصيل السكي المشار إليه بقول المعنى ' أما إذا أفتى بكون الشئ واجباً الح على
ما قال السكي إنما يتأتى على ضعيف أما على الصحيح وهو التحجير مطلقاً وجه الانتقال

ولو بمجرد التشهي فله وإن أفتى بخلاف الحكم أن يتقل إلى خلافه ويقلد العامل به ويقتى به ما لم يتبع الرخص بل وإن تشعها على ما مر ما لم يترتب على ذلك تلغيق التقليد المستلزم لطلان تلك الصورة باحتمال المدهيين بل وإن لم عليه ذلك على مختار محقق الحمية الكمال اس الهمام و أطال في الاستدلال - انتهى . وكالعلامة السيد الحليل مولانا السيد نادر شاه رحمه الله تعالى حيث قال في شرحه على التحرير بعد أن ذكر الاعتراض على القرافي والجواب عنه وقد يجاب عنه أي عن الجواب المذكور بأن العارق بينهما ليس إلا أن كل واحد من المجتهدين لا يجد في صورة التلغيق جميع ما شرط في صحتها بل يجد في بعضها دون بعض ' وهذا العارق لا يسلم أن يكون موجهاً للحكم بالطلان ' وكيف يسلم والمخالفة في بعض الشروط أهون من المخالفة في الجميع ' فيلزم الحكم بالصحة في الأهون بالطريق الأولى ومن يدعى وجود عارق آخر أو وجود دليل على بطلان صورة التلغيق فعليه الرها ' فإن قلت لا يسلم كون المخالفة في البعض أهون من المخالفة في الكل لأن المخالف في المخالف يتبع مجتهداً واحداً في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل ' وما هنا لم يتبع مجتهداً واحداً في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل ' (١٢) قلت : هذا إما يتم لك إذا كان معك دليل من نص أو إجماع أو قياس قوي يدل على أن العمل إذا كان له شروط يجب على المقلد اتباع مجتهد واحد في جميع ما يتوقف عليه ذلك فأت به إن كنت من الصادقين - والله أعلم - انتهى و عبارة فتاوى العلامة اس حنبل رحمه الله تعالى بعد أن سئل عن تقليد غير الأربعة هل يجوز أو لا ؟ الذي تحرر أن تقليد غير الأربعة لا يجوز في الإفتاء ولا في القضاء ' وأما في عمل الإنسان فيجوز تقليده لغير الأربعة ممن يجوز تقليدهم لا كالشيعة وبعض الطاهرية ' وشروط معرفة المقلد (١٣) نقل العدل عن مثله و تفصيل تلك المسألة المقلد فيها و ما يتعلق بها على مذهب ذلك المقلد و عدم التلغيق لو أراد أن يصم إليها أو إلى بعضها تقليد غير ذلك المقلد لما تقرر أن تلغيق التقليد كتقليد مالك في عدم نجاسة الكلب و الشافعي في مسح بعض الرأس ممتنع اتفاقاً و قيل : إجماعاً ' فإذا وجدت شروط التقليد التي ذكرناها و غيرها مما هو معلوم من محله فعادات المقلد (١٣) ومعاملته صحيحة وإلا فلا و يأنم بذلك و يلزمه القضاء فوراً

- انتهت . و أنت اذا تأملت كلام مولانا السيد بادشاه و كلام العلامة زين الدين ابن نجيم مع كلام التحفة بعد القضاء و النكاح و فتاوى صاحبها المذكورات سيما الأخيرة و كلامه في كف الرعاع عن محرمات النهو و السماع حيث ذكر التلفيق إتفاقاً و لم ينقل الإجماع طهر لك أن في التلفيق طريقين : طريقة حاكية للإجماع و إياها اعتمد في التحفة في القضاء حيث نبه بالأمر بالتعطل لما قاله الكمال' و انه خلاف الإجماع و حذر منه حيث قال : و لا تعتر بمن أخذ بظاهر كلامه هذا المحالف للإجماع و بعض الفتاوى حيث رعمه و جعله صعيماً وإن برهن عليه' و طريقة حاكية للاتفاق ساكنة عن حكاية الإجماع' و لا يلزم من حكايتها الاتفاق الإجماع - كما هو ظاهر' و اقتصر عليه في التحفة في النكاح و في كف الرعاع و حكى الطريقين في بعض الفتاوى وهي الأخيرة أيضاً حيث تجوز الإفتاء به على مختار الكمال لا يقال ما حكاه في الفتوى المذكورة إنما هو على صيغة التري و ليس مرضياً له لأننا نقول : ولئن سلمنا ذلك فلا ينافي ما نقول' لأنه لو كانت المسألة اجماعية قطعاً لما ساء لابن الهمام حرق الإجماع' و لما ساء للعلامة ابن حجر رحمه الله تعالى أن يعنى مع التصريح منه بأن هذا الإفتاء مفرع على الصحيح بأن للمفتى المقلد لمذهب الشافعى مثلاً و إن أفتى بحكم في مذهبه كان أفتى بحوار مسح بعض الرأس مع بقية المعتبرات كالبية و الترتيب أن ينتقل إلى مذهب غيره كالامام أبى حنيفة و يعنى من أفتاه أول قبل عمله بذلك على مذهب الشافعى بعدم وجوب النية و الترتيب وإن لزم على ذلك التلفيق كعدم مسح ربع الرأس ساء على قول ابن الهمام - كما هو صريح صنيعة المار لك إذا تأملته بل ربما يفهم صنيعة في جواب الفتيا المذكورة أن هناك قائلاً آخر بالحوار إذ لو لم يكن ذلك لكان ابن الهمام خارقاً للإجماع في مختاره هذا فلا يقلد فيه' و يدل على وجود القائل غير حكايته الطريقين في الفتيا الأخيرة بل صنيعة فيها يدل على قوة القائلة بالاتفاق دون الحاكية للإجماع حيث قدمها و حكى الثانية بقليل' فإن قلت : الطريقة الحاكية للإجماع معها زيادة علم و زيادة الثقة مقبولة كما هو مقرر فلا تنافيها الحاكية للاتفاق ؟ قلت : سلمنا ذلك مع عدم المعارض' لكن لما قام المعارض كانت الحاكية للاتفاق أثبت' لأنها فيها الخلاف و المعارض هو ما تقدم من قول العلامة

ابن نجيم و مولانا السيد بادشاه رحمه الله تعالى بحوار التلخيص الأول نقلاً عن مذهبه و صاهره
 اتفاق أئمتهم عليه و الثاني من بنيه الإجماع على معناه و بهذا يعلم الجواب عما يرد على قه ما
 السابق أن صبيح الفتيا المذكورة تفهم قائلاً بالحوار غير ابن الهمام من أنه لا يجوز تقليد القول
 به ' أعني التلخيص مع عدم القائل به وإن كان طاهراً و مقتضى التعبير يفهم و حوده مع بنية
 المعتبرات و وحه علم الجواب من ذلك أن القائل قد علم بقل هذا الثقة عن مذهبه الجواب
 بذلك تعلم تحقيق العلامة الأوحـد الشيخ شهاب الدين ابن حجر حـمـه الله تعالى و سعة اطلاعه
 حيث جرى على كل منهما في بعض كلامه و جمع بينهما في بعض منه و دقة ورعه وهو أنه
 لما ترححت له الطريقة القائلة به ذكر أنه يجوز للمفتي أن يقتضى بحلاف مذهبه و يقلد من يقول
 بحلاف الأول و يقتضى به على مختار الكمال و لما ترححت له الطريقة القائلة بسمعه إجماعاً
 حرم بها في أعظم مصنفاته الفقهية و حذر من حلافها و أنه حلاف الإجماع ' و ما لم يترجح له
 شيء حكاهما مقدما الأولى الحاكية للإتفاق ' فان قلت . كلامهم مصرح بأنه متى اختلف كلام
 مصنف في فتاواه و تصنيفه فما في التصنيف مقدم لأنه أشد تحريراً و نص على ذلك مولانا
 السيد عمر رحمه الله تعالى . قلت : هو لا ينافي و حود القائل بذلك مع تسليم ما ذكر فتأمل ' و
 حينئذ فيكون الإجماع المحكى في الطريقة الثانية محمولاً على الإجماع المذهبي
 أو إجماع الأغلب و مثل هذا له بطائر موحودة في كلامهم فسمها قول العلامة ابن حجر في
 التحفة نقل القرافي الإجماع على تحيير المقلد في قولي إمامه عن إجماع أئمة مذهبه
 إذ مقتضى مذهبه مع ذلك في القضاء و الإفتاء دون العمل للنفس و إذا حمـله على ذلك
 لأن مقتضى المذهب يحالـفه فيمكن حمل الإجماع على مع التلخيص على ما ذكرته للمعارضة
 المذكورة إذ صريح كلام ابن نجيم و السيد بادشاه عن أئمتهم يحالـفه و منها حمـله أعني
 العلامة ابن حجر الإجماع على مع تقليد غير الأربعة على ما إذا احتل فيه شرط من الشروط
 التي ذكرها ' و سيأتي تتمته - إن شاء الله تعالى ' و الحاصل أن تعلم أن مذهبا مع التلخيص اتفاقاً
 من أئمتنا قطعاً و أما غيره فقد علمت من القول التي ذكرتها لك ما فيه - والله اعلم . هذا كله
 إذا كان التلخيص في قضية واحدة أي حكم واحد ' أما إذا كان في قضيتين أي حكمين كشافعي

يتوضاً على مقتضى مذهبه : بأن مسح بعض رأسه وأراد أن يقلّد الإمام أبا حنيفة رحمه الله تعالى في استقبال الجهة فهل يمنع أيضاً عندنا اتفاقاً أو لا ؟ أفتى الإمام العلامة الفقيه وحيه الدين عبد الرحمن بن زياد رحمه الله تعالى بالثاني وهو الجواز واستدل لذلك بما هو مبين في فتاواه ثم قال : وقد رأيت في فتاوى البلقيني ما يقتضي أن التركيب من قضيتين غير قادح في التقليد ففي فتاواه في الخلع ما لفظه : مسألة الخلع العاري عن لفظ الطلاق و نيته هل هو طلاق يقص العدد أو فسخ و يصح مع الأجنبي و لا تعود الصفة إذا تزوجها ثانياً ؟ أجاب : ليس بطلاق ولا يقص عدد الطلاق بل هو فسخ لأمر بسطتها في "الفوائد المحصنة" وهذا هو المصور في الخلاف ولا أرى صحته مع الأجنبي لأن هذا فسخ يقع تراصى الروحين على وجه مخصوص فلا يتعدى إلى الأجنبي ولا تعود الصفة إذا تزوجها ثانياً و ما يقال : إنه مركب من مذهبين مردود بأمور ليس هذا موضع بسطها ، وفيها أيضاً : رجل طلق زوجته طلقين ثم خالعه بعد ذلك بلفظ الخلع عارياً عن لفظ الطلاق و نيته أجاب لا يكون طلاقاً و لا يقص العدد و هذا الذي تصوره جماعة من وجوه و إن كان حلاف الجديد و أفتيت به للخلاص من الحلف بالطلاق أنه لا يفعل كذا و اضطر إلى فعله فإذا خالعه روحه على الوجه المذكور تخلص من الحلف وهذا و إن كان على مذهب الإمام أحمد من حلف إلا أن الصفة تعود إذا تزوجها والذي أفتيت به أن الصفة لا تعود ليخلص مما حلف ، قول من قال : إن الإمام أحمد لم يقل هذا مردود و كون الخلع فسحا ظاهر من القرآن و مقتضى السنة و عليه جمع كثير من الفقهاء ثم قال : و قول البلقيني و ما يقال إن ذلك مركب من مذهبين و أنه بينه في غير هذا الموضع لم أقف على ذلك و وجه فيما يظهر لي أنها لما باتت به بالخلع المذكور فقد اتفق المذهبان على البيونة : سواء قلنا إنه طلاق أو فسخ و هي قاطعة لحكم التعليق المذكور منه الحلف فإذا عقد بها بعد ذلك ثم فعل المحلوف عليه بمذهب الحالف أنه لا يعود الحنث و هي واقعة أخرى و لا ارتباط لها بالأولى عند الحلف لأن هذا عقد جديد بعد اتفاق المذهبين على البيونة فإن قلت : هل هذا نظير ما لو توضأ شافعي ثم مس فرجه تقليداً للقاتل بعدم النقض ثم افتصد وأراد أن يصلي - لأن الفصد عند الشافعي غير ناقص للمصوء -

و قد صرحوا بأن ذلك لا يصح لأنه تركب من مذهبين ' قلنا هذه عادة واحدة اتفق المذهبان على بطلانها و عدم انعقاد الصلاة بعدها ' و هي قضية واحدة و إنما تكون بطورها لو اتفقا على الطهارة عقب اللبس و قد علمت أنهما لم يتفقا عليها بعد اللبس بل الشافعي قائل بطلانها بخلاف مسألة الحلح فإنه لما وجد الحلح اتفق المذهبان على السيولة فلا يكون من التركيب القادح في شيء فتأملله فإنه مهم - انتهى

قلت و مما يؤيده في حمله ما يأتي عن القاضي الطبري حيث قلد الإمام أحمد في الصلاة مع الدرق و معلوم أن وصوءه كان على مذهب الإمام الشافعي و تقرير الحاد و غيره له و لم يتحقق وصوءه على مذهب الإمام أحمد فعلم أن أئمة المذهب قائلون به و احتمال أن وصوءه كان على مذهب الإمام أحمد لا باق ' لأن الأصل عدمه ' لذا قلنا في الحملة و عناه مولانا و شحنا السيد عمر رحمه الله تعالى بعد أن سئل عن حشلي متوصي أكل لحم حرور مقدماً للشافعي في عدم النقص به فأصاب بعض يده أو ملبوسه شيء من أموال ما يؤكل لحمه مما هو طاهر في مذهبه دون مذهب الشافعي هل يسوغ له الصلاة و أكله ما ذكر ؟ أو يجب عليه اجساد كل بحس عند من أراد تقليده ؟ و هل يجب أن يكون الصلاة جائزه على مذهب الشافعي في الأركان و الشروط أم لا ؟ ما نصها بعد تعرضه لكلام ابن حجر في أول حطة المسباح و كلام ابن ريبان و الذي سقاه الآن ما نصها فان فرعنا على الأول كان قصة إطلاقه مع التقليد في مسألة السؤال فإنه لم يقلده بكونه يرجع إلى قضية أو قضيتين يعني حكماً أو حكمتين و إن فرعنا على الثاني اقتضى حوار التقليد في مسألة السؤال لأن التركيب يرجع فيها إلى حكمتين و عدم النقص بأكل لحم الحرور الراجع إلى طهارة الحدث و طهارة ما يؤكل لحمه الراجع إلى طهارة الحدث وهو شرط معاصر للذي قلده في الحقيقة و الحكم و إن شارك في اللفظ ولكل من المقالين وجه و كفى بكل من القائلين قدوة و الأول أوفق بمشارب الخاصة و الثاني بمشارب العامة - و الله أعلم

و الرابع من الشروط أن لا يعمل بقول إمام في مسألة ثم يعمل بصدده في غيرها و هذا الشرط مختلف فيه عندنا فالذي جرى عليه العلامة ابن السكيت في "جمع الجوامع" تعاماً

للآمدى و ابن الحاجب بل حكيا الاتفاق عليه و نقله عنهما غير واحد وهو ما تقدم لكن نقل الاسنوى في تمهيده 'إثبات الخلاف عن ابن الحاجب' قال مولانا السيد نور الدين السمهودى رحمه الله تعالى والمعروف عنه ما سبق 'ثم راجعت كلام ابن الحاجب فرأيت أنه حكى الاتفاق في عمل العامى غير الملتزم ثم قال : فان التزم مذهبا معيناً فخلاف - انتهى ' و قد صرح بالخلاف مطلقاً القرافى في شرح المحمول و مقتضى كلام المتن رحمه الله تعالى خلافه وهو عدم اشتراط أن لا يسبق منه العمل في تلك الواقعة بقول إمامه الأول فإنهم أطلقوا جواز الانتقال ' وأخذ الاسنوى من كلام المجموع و نبهوه أن إطلاق الأئمة إذا تناول شيئاً ثم صرح بعضهم بما يحالفه فالمعتمد الأخذ باطلاقهم و جرى على ذلك من المتأخرين العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى في شرح خطبة المنهاج و العلامة الجمال الرملى و والده العلامة الشهاب الرملى و جرى في التهمة في القضاء على اشتراط هذا الشرط ' و قد عملت مما نقله هو فيها وغيره عن الاسنوى أن المعتمد الأخذ بإطلاق الأئمة و حمل العلامة السيد نور الدين السمهودى الذى حكاه الآمدى وابن الحاجب على اتفاق الأصوليين لا الفقهاء ' ثم قال : إن كان من المراد منع الرجوع حيث عمل في غير تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها فهو ظاهر ' مثاله : حنفى طو لب بشفعة الحوار و سلمها للطالب عملاً بعقيدته ثم عن له تقليد الشافعى حتى ينزع ذلك العقار ممن تسلمه أولاً فليس له ذلك كما أنه لا يحاطب بعد تقليد الشافعى بإعادة ما مضى من عباداته التى يقول الشافعى ببطلانها لمصبيها على الصحة أولاً في اعتقاده فإن ذلك كان حكمه فيما مضى و إنما استفاده بما تجدد من التقليد كون ما يعتقد الإمام الثانى حكمه في المستقبل ' فلو شرى هذا الحنفى بعد ذلك عقاراً من آخر و قلد الشافعى في عدم القول بشفعة الحوار فلا يمنعه ما سبق من أن يقلده في ذلك فله أن يمتنع من تسليم العقار الثانى فان قال الآمدى وابن الحاجب و من تبعهما بالمنع في مثل هذا وعموا ذلك في جميع صور ما وقع به العمل أولاً فهو غير مسلم و دعوى الاتفاق عليه ممنوعة ففي الحادى : أن الإمام الطرطوسى حكى أنه أقيمت صلاة الجمعة وهم القاضى الطبرى بالتكبير إذ طائر درق عليه فقال : أنا حنبلى ثم أحرم و دخل في الصلاة - انتهى . قلت : و معلوم أنه إنما كان شافعيّاً

يتجنب الصلاة بדרך الطير فلا يسمعه سق عمله بمدحه من تقليد المحالف عند الحاجة إليه .
و في الحادم أيضاً في الكلام على الاقتداء بالمحالف : أن القاضي أبا العاصم العامري الحمي
كان يعنى على باب مسجد القفال و المؤذن يؤذن للمغرب فترك و دخل المسجد فلما رآه
القفال أمر المؤذن أن يثنى الإقامة و قدم القاضي فتقدم و جهر بالسئلة مع القراءة و أتى بشعار
الشافعية في صلاته - انتهى . قلت : و معلوم أن القاضي أبا العاصم إنما كان يصلى قبل ذلك
بشعار مدحه فلم يسمعه سق عمله بمدحه من ذلك أيضاً قلت و يقرب من ذلك ما حكاه لنا
مولانا و سيدنا و شيخنا السيد عمر و شيخنا العلامة محمد بيرى رحمهما الله تعالى أن جمعا من
أجلاء الحنفية كشيخهما القاضي على بن جابر الله طهيرة والعلامة الأورحد الشيخ محمد
الحرأوى و غيرهما كانوا يقرءون العاتحة حلف الإمام و سمعت الشيخ محمد بيرى يقرؤها
حلعه في كل صلاة مع أنه كان حنفياً و معلوم أن كلا من المذكورين صلوا على مذهبهم
و لو صلاة فلم يسمعه سق عملهم بمدحه و كان مولانا السيد عمر رحمه الله تعالى يقل لنا
تعليل ذلك عن المذكورين بأن الصلاة مع قراءة العاتحة حلف الإمام متفق على صحتها عند
الجميع مع قول الإمام الأعظم بكرهه التحريم فيها وهي لا تنافي الصحة بخلاف عدمها فهي
صحيحة عنده بلا كراهة لكنها محتلف فيها فإن بعض الأئمة قائلين بالفساد فيها - والله اعلم .
ثم قال السيد نور الدين السهمودي في شرح المهدد إن من نسي البية في رمضان
حتى طلع الفجر لم يصح صومه بلا خلاف عندنا و يلزمه الإمساك و القضاء و يستحب
أن يوى في أول بهاره الصوم عن رمضان لأن ذلك يجرئ عند أبي حنيفة لئلا يتعاطى ما يعتقد
عدم صحتة مع سق عمله بمدحه في البية فلم يسمعه ذلك من حواره بل يستحب من حيث
الاحتياط و في الحادم أن ابن شريح في الودائع قال : قال بعض اصحابنا : إن فاقد الطهورين
يستحب له التيمم على الصحراء و بحوه و أنه قال : و لهذا قالوا : أن من أصبح في رمضان غير
ناوٍ يستحب له أن يوى ليكون صائماً عند الحير للبية بهاراً - انتهى . و مقتضى تعميم جميع
صور العمل إن قال به هؤلاء أن من يرى قراءة غير العاتحة في الصلاة أو المكاح بغير ولي فصلى
و كبح كذلك يمتنع عليه بعد تقليد من يرى تعيين العاتحة و الولي مع أن الاحتياط يقتضيه

وهذا لا يقال به ' فلو فرض عكسه كمن صلى أولاً بالعاتحة وكبح بالولي فما وجه معه بعد من تقليد من يجوز ذلك ' فان قيل : عمله به الرام له إذ ما قبله وعد ' قلنا : و نراعه من ذلك العمل بما التزمه يعود الحال إلى ما كان من الوعد و العزم فيما يتحدد مع أن صلاته بالعاتحة أولاً و بكاحه أولاً بالولي متفق على صحتها عند مقلده الأول والمختلف فيه إنما هو فيما يفعله ثانياً وهو إلى الآن لم يفعله بل المجرد عنه بالأول ترك العمل بالثاني واعتقاد عدم جواره فهو كسائر ما لم يعمل به مما يعتقد ضعفه حالة تقليد إمامه الأول ' ثم رأيت في فتاوى التقي السبكي أنه سئل عن ذلك في ضمن مسائل متعددة فقال ما نصه و ساق عبارته إلى أن قال السابعة أن يعمل بتقليده الأول كالحمى يدعى بشعبة الحوار فيأخذ بها بمذهب أبي حنيفة ثم تستحق عليه فيريد أن يقلد الشافعي فيمتنع منها فيمتنع ذلك لتحقيق خطائه إنما في الأول أو الثاني وهو شخص واحد مكلف ' و قول الشيخ سيف الدين الأمدي و ابن الحاجب أنه يجوز قبل العمل لا بعده فيه نظر ' وفي كلام غيرهما ما يشعر بإثبات الخلاف بعد العمل أيضا ' و كيف يمتنع إذا اعتقد صحته ولكن وجه ما قالاه أنه بالتزام مذهب مكلف به ما لم يظهر له غيره ' والعامي لا يظهر له الغير بخلاف المجتهد حيث يتقلد من إمامة إلى إمامة ' هذا وجه ما قاله الأمدي وابن الحاجب و لا بأس به ' ولكي أرى سريته على الصورة التي ذكرتها أعني السابعة فائدة التقليد بعد العمل ومما بين ذلك أن التقليد بعد العمل إن كان من الوجوب إلى إباحة ليرك ' كالحمى يقلد في أن الترسية أو من الحظر إلى الإباحة ليعمل كالشافعي يقلد في أن الكاح بغير ولي جائز فأنت تعلم منه أن المتقدم منه في الوتر هذا العمل و في الكاح بلا ولي الترك و كلاهما لا ينافي الإباحة واعتقاده الوجوب أو التحريم خارج عن العمل و حاصل قبله فلا معنى للقول بأن العمل فيها مانع من التقليد و إن كان بالعكس بأن كان يعتقد الإباحة فقلد في الوجوب أو التحريم فالقول بالجمع أعدل ' و ليس في العامي سوى صفة الأقسام - انتهى .

و حمل في التحفة و النهاية تعاضلاً لافتاء والد صاحبها كلام الأمدي وابن الحاجب المذكور على ما إذا بقي من آثار العمل الأول ما يلزم عليه مع الثاني ترك حقيقة لا يقول بها

كل من الامامين كتقليد. الشافعي في مسح بعض الرأس ومالك في طهارة الكلب في صلاة واحدة قال ثم رأيت السككي في الصلاة من فتاواه ذكر نحو ذلك مع زيادة سط وتعه عليه جمع بقله ا إما يمتنع تقليد الغير بعد العمل في تلك الحادثة لا مثلها أى خلافاً للمحلال المحلى - انتهى وعبرة المحقق اس الهمام في تحريره صريحة فيما ذكر لأنه بعد أن احتار حوار تنوع الرخص الموافق لما ذهب إليه العر اس عند السلام من أئمتنا قال تعليلاً له و لا يسمع منه مانع شرعى إذ للإسان أن يسلك الأحف عليه إذا كان له إليه سبيل بأن لم يكن عمل باحر فيه أى في الشئ الذى قلده فيه أولاً - انتهى و كذا قم له في شرح الهداية بعد أن نقل عن أئمتهم أن المنتقل من مذهب إلى مذهب بإحتهاد و برهان ثم يستحب التعير قبل اجتهاد و برهان أولى ولابد أن يراد بهذا الاجتهاد معنى الحرى و بحكيم القلب لأن العامى ليس به اجتهاد ما يصح ثم حقيقة الانتقال إما تحقق في حكم مسألة خاصة قلده فيه و عمل به و إلا فقهه قلدت أنا حبيفة رحمه الله تعالى فيما افتي به من المسائل والترمت العمل به على الإحمال وهو لا يعرف صورها لس حقيقة التقليد بل هذا حقيقة تعليق التقليد أو وعد به كأنه الترم بقول أبي حبيفة فيما يقع له من المسائل التى تتعين في الوقائع فان أرادوا هذا الالتزام فلا دليل على وجوب اتناع المجتهد بالرأيه نفسه ذلك أو بيته شرعاً بل الدليل يقتضى العمل بقول المجتهد فيما احتاج إليه بقوله تعالى ﴿ فاسئلوأهل الذكر إن كنتم لا تعلمون ﴾ والسائل إما يتحقق عند طلب الحكم للحادثة المعينة حيث و إذا ثبت عنده قول المجتهد وجب العمل به والعالب أن مثل هذه الأوامر منه يكف الناس عن تنوع الرخص و إلا أحد العامى في مسألة بقول مجتهد أحف عليه و أنا لا أدرى ما يجمع هذا من العقل و النقل فيكون الاسان يتبع ما هو أحف على نفسه من قول مجتهد ما علمته من الشرع دمه و كان ﷺ يحب ما حفف على أمته - انتهى فتأمل في قوله ثم حقيقة الانتقال إما هو في حكم مسألة خاصة قلده فيه و عمل به مع قوله في التحرير إذا لم يكن عمل باحر فيه تجده بصاً في أن الممروع إما هو في تلك الواقعة بعينها لا غيرها ولو بطيرها من جسها وقد علمت الحكم في مذهبها وهو أن الممروع إما هو عيها لا بطيرها ولو من جسها على ما جرى عليه اس السككي بل و عيها أيضاً على مقتضى كلام

غيره من أئمة المذهب" و علمت أن المعتمد الأخذ بإطلاقهم كما قدمته و أن محله ما لم يحصل التلقيق الممتنع - والله سبحانه أعلم .

و زاد الإمام المحدث تقي الدين ابن دقيق العيد شرطاً آخر وهو انشراح صدر المقلد للتقليد المذكور و عدم اعتقاده نكونه متلاعاً بالدين متساهلاً فيه قال : ودليل اعتار هذا الشرط قوله ﷺ "الإثم ما حاك في نفسك" فهذا صريح بان ما حاك في النفس فلعله إثم بل أقول : إن هذا شرط جميع التكاليف وهو أن لا يقدم الإنسان على ما يعتقد مخالفاً لأمر الله عز وجل - انتهى . واعتصره مولانا العلامة السيد نور الدين السمهودي انه مفرع على وجوب البحث و العمل بما ترجح عند المقلد ويميل القلب إليه قال : و قد علمت مما سبق ان مقتضى المنقول ترجيح خلافه و من فعل ما خير فيه شرعاً كيف يقال إنه متلاع متساهل .

و قوله ان ذلك شرط جميع التكاليف إلى آخره فالحال فيما نحن فيه لا يصل إلى هذا الحد لأن المقلد للشافعي مثلاً مع اعتقاد ارحيته يعتقد أن الحكم في حق الحنفي المخرج له من عهدة التكليف هو ما اعتقده باجتهاد أو تقليد ويرى أن له تقليده بناء على التخيير الراجح وأنه متى قلده كان الحكم في حقه ذلك فلن يقدم على من يعتقد مخالفاً لأمر الله تعالى بل على ما يعتقد موافقة له سيما و حديث "أصحابي كالنجوم" مع ما أبان لهم من تفضيل بعضهم على بعض ظاهر في التخيير مع ذلك" وما استدلل له على ذلك بقوله ﷺ "الإثم ما حاك في نفسك" ففيه نظر لقوله ﷺ وكرم ومجد عتبه" كما في صحيح مسلم و كرهت أن يطلع عليه الناس فانه مقيد الرواية المطلقة" قال النووي : ومعنى "حاك في صدرك" أي تحرك فيه" و يروى : ولم ينشرح له الصدر وحصل في القلب شك وخوف كونه ديباً فالمقلد وإن لم ينشرح صدره لما قاله غير إمامه فهو مع العلم بالتخيير وقيام الدليل عليه لا يخاف كونه ذنباً إذا قلده فيه ولا يرسخ ذلك في قلبه بل يعتقد أن تقليده ينحيه من الإثم" و كذا لا يكره اطلاع الناس عليه اعتقاد أنه مخير بخلاف ما إذا اعتقد وجوب الاتباع الأرجح عنده وإن جعلنا هذا الجواب منه ﷺ لمن امتاز بصفات يستقل بواسطتها على تحريم ما حاك في نفسه كما أشار

إليه اللحمي فليس مما يحرم فيه ويبعد حطاب المقلد مثل ذلك إذ هو لقلة علمه إنما يحاب بتفصيل الأوامر والمواهي وإن علم انتهى مسألة علم من قولهم الذي ذكرته أول هذا الكتاب أنه لا يجوز الإقدام على فعل حتى يعتقد حله أنه متى تعاطى شيئاً محتلاً في تحريمه و كان مقلداً ملتما لمذهب معين و كان مقلده يرى تحريمه حرم عليه ارتكابه و أنكر عليه لأنه من تعاطى شيئاً معتقداً تحريمه حرم عليه ووجب الإنكار عليه كما صححه الراجعي في الوسيلة وكذا الموهبي كمن تعاطى مجعاً على تحريمه بخلاف معتقد الحل و إن رفع إلى حاكم عقيدته بخلاف عقيدة المرفوع ولا ينافيه القاعدة و هي أن العرة بعقيدة الحاكم لا الحصص لأنها مفروضة في غير ذلك وأمثاله كما استهجه العلامة ابن قاسم رحمه الله تعالى معترضاً به قول التحفة بعد قول المسباح في الرجعة و لا يعبر إلا معتقد تحريمه أي وظي الرجعة بخلاف معتقد الحل أو الجاهل تحريمه . ذلك لإقدامه على معصية عبده . قال البرركتشي لا تنكر إلا مجمع عليه سهو بل يكر أيضاً ما اعتقد الفاعل تحريمه نعم فيه إشكال من جهة أخرى لأنهم صرحوا أن العرة بعقيدة الحاكم لا الحصص اللحمي لا يعبر الشافعي فيه وإن اعتقد تحريمه لأن اللحمي يرى حله الشافعي يعبر اللحمي إذا رفع له و إن اعتقد حله عملاً بالقاعدة فكيف مع ذلك يصح المتن بإطلاقه فاليقين بما إذا رفع لمعتقد تحريمه أيضاً . انتهى ثم قال العلامة ابن قاسم بعد ما تقدم . وبالجملة فالوجه الأحدهما أفادته عبارتهم من أن معتقد الحل لا يعبر . انتهى

مسألة : نقل غير واحد كالإمام الإجماع على منع تقليد الصحابة رضي الله عنهم وإن كانوا أحل قدراً وأرفع لارتفاع الثقة بمداهمهم إذا لم تدون بخلاف مذاهب الأئمة الذين لهم اتباع وحمل في التحفة في القضاء الإجماع المذكور بعد أن قال المعتمد أنه يجوز تقليد كل من الأربعة و كذا من عداهم ممن حفظ مذهبه في تلك المسألة ودون حتى عرفت شروطه وسائر معتبراته على ما فقد شرط من ذلك ثم قال . هذا بالنسبة لعمل نفسه لا لإفتاء وقضاء فيمنع تقليد غير الأربعة فيه إجماعاً لأنه محض تشبه وتعريض ومن ثم قال السبكي . إذا قصد به المعنى مصلحة دينية حارة أي مع تشبه المستفتى على قائل ذلك وحرى في فتاواه على ذلك

فقال كما قدمته عليها الذي تحرر أن تقليد غير الأربعة لا يجوز في قضاء و إفتاء و أما في عمل
الانسان فيجوز تقليده لغير الأربعة ممن يجوز تقليدهم لا كالشيعة وبعض الطاهرية - انتهى
و جرى عليه أيضاً في شرح حطية المسهاح و تابعه عليه العلامة الجمال الرملي في
النهاية و قال العلامة ان قاسم أنه مع فرض علم النسبة و جميع الشروط يشكل الفرق بين
المذاهب الأربعة و غيرها في تقييد غيرها بغير القضاء و الإفتاء كما هو قضية هذا الكلام
- انتهى وهو واضح وقوله في التحفة لأنه محض تشبه و تعريض لا يصح أن يكون دافعاً له بل
هو مشكل أيضاً ثم قال في التحفة و على ما احتل فيه شرط مما ذكر بحمل قول السكي
ما حالف الأربعة كمخالفة الاجماع - انتهى

هذا آخر ما يسر الله سبحانه و تعالى بسمه و كرمه و صلى الله على سيدنا محمد
و على آله و صحبه و سلم . و كان الفراغ من نسخ هذه الرسالة طهر يوم الأحد لثلاث و عشرين
من شهر ذي القعدة من سنة ١٢٣٢ هـ اثنتين و ثلاثين و مائتين و ألف بامر مولانا و شيخنا
الامام معني الأنام الشيخ العلامة العلم الهمام محمد صالح بن الشيخ الإمام إبراهيم الرئيس
- متع الله بحياته و بارك في أوقاته - امين لى بنسخها فتم بحمد الله و عونه و حسن توفيقه
بقلم الفقير إلى رحمة ربه سالم بن صالح باحطاب منقولة من نسخة بقلم الشيخ محمد بن
عبدالله بن أحمد ناسودان - عفا الله عن المذكورين أجمعين امين -

الهوامش

- (١) هو بحمة العمهاء (في العقه الحمى) لأبي الغداء السمرقندي (ت ٥٣٩ هـ)
- (٢) إبراهيم اللقاني إبراهيم بن حسن بن علي اللقاني - نسبه إلى لقانه من قرى مصر - المالكي
المصري ' برهان الدين أبو الامداد' من علماء الحديث و أصوله' و الكلام و العقه' توفي ١٠٤١ هـ / ١٦٣١ م - معجم المؤلفين ٢/١ - خلاصه الأثر للمحبي ٦/١
- (٣) أبو في أحكام الحصص بأحكام العلوي' اسمه محمد بن يحيى بن عمر بن أحمد بن يوسف القرافي
المصري المالكي (ت ١٠٠٨ هـ) - إصباح المكمل ١ ٣٤
- (٤) هو ابنه الطالبي و عمه المعسر' للإمام محي الدين يحيى بن شرف النووي - راجع كشف الطوبى
٩٢٩/١
- (٥) السد نور الدين علي بن عبد الله السهمودي (ت ٩١١ هـ) - معجم المؤلفين ٧/١٣٠ و له كتاب "أمة المعسر بروحه الطالبي للنووي" و لعله قال فيه
- (٦) للإمام الشافعي' ألقبه بالمراق' و إذا أطلق القديم في مذهبه يراد به هذا التصنيف - كشف الطوبى
٦٣١/١
- (٧) هو كتاب "مختصر المرني" إسماعيل بن يحيى المرني (٢٦٤ ت) ' هو مطبوع على حاشية كتاب الأم
- (٨) مختصر الموطي (أبو يعقوب يوسف بن يحيى - صاحب الإمام الشافعي) و له كتابان المختصر الكبير' و المختصر الصغير - معجم المؤلفين ١٣/٣٤٢ و الكشف ٢/١٦٢٥
- (٩) الإملاء هو للإمام الشافعي - الكشف ١/١٦٩
- (١٠) في المخطوطة المرجوح عنه - كذا
- (١١) أي حاد الرافعي و الروضة - الكشف
- (١٢) يريد في الأصل و ههنا لم يتبع واحداً و في الهامش لعله رايد إلى واحد' تأمله ان كنت من أهله و نحن حذرها
- (١٣) لعله هو الذي ما أنشأه' و في الأصل المقد - كذا

كتاب فتح المجدد بأحكام التقليد تأليف
العلامة الشيخ علي أكبر النجاشي
الإمامي بلخزجي الشافعي الكلي
نقد الله روحه ربي الله المولى

صورة صفحة الاولى

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين
والمصطفى وآله الطيبين الطاهرين وأئمة الهدى عليهم السلام
وآلهم أجمعين ما دعيت اليه حاجة أمالي من الفاضل من جمع مالائمة الأعداء
من ترقى الكلام في أحكام التقليد على وجه لهما الله تعالى مفيد وبالاستعانة
بالتقويين والهادية إلى التوفيق مقدمة أعلم أن حقيقة التقليد هو اعتقاد
قول الغير من غير معرفة دليله التفصيلي والعلامة وإنه يجب التقليد أي التزام مذهب
معين على كل من لم يبلغ رتبة الاجتهاد المطلق وعلى هذا حمل في التخصة في النكاح
استوجابها قول من قال إن العامي لم يذهب معين وهو الأصح عند النفاذ
وحمل القول على عامة الأصحاب الذي مال إليه الإمام النجاشي رحمه الله تعالى أنه لا مذهب
له على أنه لا يلزمه مذهب معين انتهى قال الأصح أنه يلزمه ذلك وعدم لزومه
تقليد المذهب معين مع اختلافه كان تبريد المذهب واستدراكها كما في التخصيص
أيضا في باب الزكاة وقد اتفقوا على أنه لا يجوز للعامي تعاطيها إلا أن قليلا
الفاخر لجله أما المجتهد المذكور فإن كان اجتهد في الحكم وطنه ختم عليه التقليد

اظہارِ حقیقت

مرکز تو عیۃ الفقہ الاسلامی نے اپنی ہر مطبوعہ کتاب کے آخر صفحہ پر جامعات و مدارس کے ارباب حل و عقد سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ہر جامعہ یا مدرسہ کتب فقہ سے ایک ایک کتاب۔ نور الایضاح، قدوری، شرح وقایہ وغیرہ اپنے طور پر شائع فرما کر دیگر جامعات کے طلبہ کے مفت روانہ کریں تو یقیناً یہ عمل اشاعت علم فقہ میں کافی مدد و معاون ہوگا۔ جبکہ علم فقہ کی نشر و اشاعت وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اور خاص کر ملت اسلامیہ کا اتحاد و اتفاق بھی اسی سے ہی وابستہ ہے۔

اور اہل خیر: حضرات مرکز تو عیۃ الفقہ الاسلامی حیدرآباد کی طرح اپنے اپنے علاقہ میں تحفظ فقہ کا ایک ادارہ قائم کریں اور ابتدائی و متوسط درجہ کی درسی کتب فقہ شائع فرما کر، نئی مدارس سے طلبہ کیلئے مفت اہم کریں۔ انسان کو اس زندگی اور آخرت میں سہ خروئی کا میابی کیلئے فائدہ دینے والا علم دین ہی ہے اور فائدہ دینے والی چیز ہی باقی رہتی ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ و اما ما یبغض الناس ھمکت ھو الارض ترجمہ اور جو لوگوں کو نفع بخش ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔ اور اس علم کی بقا نشر و اشاعت دوسروں سے متعلق ہے۔ اس یہی ایک علمی نشانی ہے جو باقی رہنے والی ہے۔ اس نے سچ کہا ہے۔

ملک انارما مدل علیما۔۔۔ فاعطروا بعدما الی الاثار

یہ ہمارے آثار ہیں جو ہمارے بارے میں بتاتے ہیں کہ تم ہمارے بعد ہماری ان نشانیوں کو دیکھو۔ ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جانب را توجہ دے اور ان نشانیوں کو نیکیاں سمجھی بھی ضائع نہ ہوگی۔ برباد جائے نیکی یہ امکان ہی نہیں۔ خالق بھی اجردیتا ہے انسان ہی نہیں۔ زیر اشاعت: حضرت امام اعظم کی فقہ اکبر مع شرح ۲۔ فقہ اکبر حضرت امام شافعی ۳۔ منہاج الطالبین امام نووی ۴۔ فتح المعین الملبیاری ۵۔ رحمۃ اللہ فی اختلاف الائمۃ الدمشقی ۶۔ مختصر قدوری۔ اُمر اہل خیر حضرات ان کتب کو شائع فرمائیں تو مرکز اپنے صرف سے یہ کتب جامعات اسلامیہ کو مفت روانہ کرے گا۔

نوٹ صرف جامعات عربیہ کیلئے الورقات۔ شرح الورقات۔ سفیر النجا۔ متن ابی شجاع۔ عمدة السالك۔ الدر الثمین۔ رسالۃ الصیام علی المذاہب الاربعہ۔ رسم اہل حق علامہ شامی۔ الرسالۃ امام شافعی۔ رسالۃ تھلید۔ جامعات اپنا مطبوعہ مراسلا اس پتہ پر روانہ فرمائیں۔

پتہ عز ان بن عبود جابری مکان نمبر 280-11-18، بارکس، حیدرآباد 500 005۔ آندرہراپردیش (الھند)

یوزع محاسباً للمدارس و الجامعات الإسلامية التي تهتم باللغة العربية

To: www.al-mostafa.com